خصوصی مطالعہ

محمد الیاس خان

ایران اور سابق سوویت ریاستیں

تعارف اور تاریخی پس منظر

اٹھارہویں صدی میں ایک بڑی یورپی طاقت کی حیثیت سے روس کے ظہور سے لے کر ۱۹۹۱ء میں سابق سوویت یونین کے زوال تک ایران اپنے اس شمالی پڑوسی کو اپنی قومی سلامتی اور علاقائی استحکام کے لیے مسلسل خطرہ سمجھتا رہا ہے۔ اس دوران اگرچہ بعض مواقع پر ایران نے اپنے اس طاقتور پڑوسی کو فوجی مہمات میں شکست سے بھی دوچار کیا۔ تاہم بحیثیت مجموعی ایران سیاسی اور فوجی اعتبار سے کمزور فریق ہی رہا اور وہ اپنی کمزوری کا مداوا کرنے کے لیے "توازن قوت" کی روایتی حکمت عملی پر گامزن رہا۔ وہ کبھی تو روس مخالف مغربی طاقتوں کو سلامتی کی چھتری کے طور پر استعمال کرتا رہا اور کبھی ایران میں اثر و رسوخ حاصل کرنے کی روسی اور برطانوی کوششوں کے منفی اثرات کم کرنے کے لیے بعض دیگر ممالک کی ایران میں دلچسپی کی حوصلہ افزائی کرتا رہا[۲]۔ بایں ہمہ اس پورے دور میں زار شاہی روس اور سابق سوویت یونین کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں ایران کمزور فریق کی حیثیت سے ہمیشہ ماسکو کو "مراعات دینے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا رہا[۳]۔

ایران اور روس / سوویت یونین کے تعلقات کے اس عدم توازن یا بے آہنگی (asymmetry) کو ختم یا کم کرنے میں نہ تو (روس میں) ۱۹۱۷ء کا بالشویک انقلاب' کوئی کردار ادا کرسکا اور نہ ہی ۱۹۷۹ء میں ایران کا اسلامی انقلاب' روس - ایران تعلقات کی اس نوعیت میں کسی بنیادی تبدیلی کا سبب بن سکا۔ اس کے برعکس دونوں انقلاب ان تعلقات کے عدم توازن میں ایک اور اہم عنصر کے اضافے کا سبب بنے۔ دونوں انقلاب' دو مخالف اور متضاد نظریات کے علمبردار تھے۔ چنانچہ تعلقات کے عدم توازن میں کمی کے بجائے یہ انقلاب دونوں ممالک کے مابین مخاصمت اور کشمکش میں مزید اضافہ کا سبب بنے۔

بیسویں صدی کے اوائل سے ایران میں امریکی اثر و رسوخ بڑھنا شروع ہوا۔ ۱۹۷۹ء کے